WHERE TRUTH STAND ALONE

کربلا: حق کی آخری حد

حق تنہا، مگر شکستہ نہیں تھا

EP:08

عمر بن سعد کی آمد اور شمر کی سازش

منظر کو تصور کریں کہ

3 محرم الحرام 61 ہجری کا سورج طلوع ہو رہا ہے۔

کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کے چند خیمے دور سے چھوٹے چھوٹے نقطوں کی طرح نظر آ رہے ہیں۔ اسی دوران، کوفہ کی طرف سے مٹی کا ایک عظیم طوفان اٹھتا ہے اور چار ہزار مسلح سواروں کا ایک بھاری لشکر کربلا کی زمین پر اترتا ہے۔ اس لشکر کا کمانڈر عمر بن سعد ہے یہ وہی شخص ہے جو مدینہ کا رہنے والا ہے، جس کا باپ (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) فاتحِ ایران اور جلیل القدر صحابی رسولؐ تھا، اور جو خود بھی امام حسینؑ کے بچپن کا شناسا ہے۔ لیکن آج، وہ دنیاوی عہدے اور حکومت کے لالچ میں آلِ رسولؐ کے سامنے تلوار کھینچے کھڑا ہے۔

عمر بن سعد کربلا آنا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی وہ امام حسینؑ سے جنگ کرنے کا خواہش مند تھا۔ کوفہ کے گورنر ابنِ زیاد نے اسے ایک بہت بڑا لالچ دیا تھا: حسینؑ کا راستہ روکو، تو تمہیں 'رے' (موجودہ تہران، ایران کا ایک بہت بڑا اور زرخیز علاقہ) کا گورنر بنا دیا جائے گا۔

جب ابنِ زیاد نے اسے امامؑ کے خلاف جانے کا حکم دیا، تو عمر بن سعد نے ایک رات کی مہلت مانگی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ

وہ پوری رات اپنے خیمے میں ٹہلتا رہا اور خود سے باتیں کرتا رہا۔ وہ ایک طرف امام حسینؑ کو قتل کرنے کا انجام (جہنم) دیکھ رہا تھا اور دوسری طرف رے کی خوبصورت حکومت کی عیاشی۔ آخرکار، اس کی دنیاوی لالچ اس کے ایمان پر غالب آ گئی اور اس نے کربلا جانے کا فیصلہ کر لیا۔

(بحوالہ: البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر، جلد 8، صفحہ 189)

رات کے اندھیرے میں مذاکرات: امامؑ کی تین شرطیں

3 محرم سے لے کر 6 محرم تک، عمر بن سعد نے امام حسینؑ کی طرف اپنے قاصد بھیجے تاکہ کوئی پرامن حل نکل آئے۔ وہ خود امامؑ کے سامنے آنے سے شرما رہا تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حسینؑ کون ہیں۔

آخرکار، دونوں لشکروں کے درمیان رات کے اندھیرے میں ایک جگہ پر امام حسینؑ اور عمر بن سعد کی تنہائی میں تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔ ان ملاقاتوں میں امام حسینؑ نے امت کو خون خرابے سے بچانے اور امن قائم کرنے کے لیے تین انتہائی منصفانہ options پیش کیے:

پہلا:

مجھے اجازت دو کہ میں جہاں سے آیا ہوں (مکہ یا مدینہ)، وہیں
پر امن طور پر واپس لوٹ جاؤں۔

دوسرا:

یا مجھے کسی ایسے دور دراز اسلامی سرحد (Border) پر جانے دو جہاں
میں عام مسلمانوں کی طرح رہوں اور کفار کے خلاف جہاد کروں۔

تیسرا:

یا پھر میرا راستہ چھوڑ دو، میں خود دمشق جا کر یزید سے براہِ راست بات
کر لیتا ہوں کہ ہمارے درمیان کیا معاملہ ہے۔

(بحوالہ: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث 3058 / تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 311)

عمر بن سعد یہ شرطیں سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے سوچا کہ چلو، جنگ بھی ٹل جائے گی اور میرا عہدہ بھی بچ جائے گا۔ اس نے فوراً ابنِ زیاد کو خط لکھا:

"حسینؑ نے یہ (منصفانہ) شرطیں پیش کر کے ہمارے سامنے ایک پرامن حل رکھ دیا ہے، اس لیے اب ہمیں جنگ کی کوئی ضرورت نہیں، امن کا راستہ کھل چکا ہے۔"

شمر ذی الجوشن کی انٹری اور امن کی تباہی

جب عمر بن سعد کا خط کوفہ کے دار الامارہ پہنچا، تو ابنِ زیاد کا دل بھی پسیج گیا اور اس نے کہا: حسینؑ نے انصاف کی بات کی ہے، ہم یہ شرطیں مان لیتے ہیں۔

لیکن اسی وقت،

لیکن اسی وقت، دربار کے ایک کونے سے تاریخ کا سب سے بدبخت اور سفاک انسان کھڑا ہوا۔ یہ شمر ذی الجوشن تھا۔ اس نے ابنِ زیاد سے کہا:

"کیا تم حسینؑ کی بات مان رہے ہو؟ وہ تمہاری زمین پر، تمہارے قابو میں آ چکا ہے۔ اگر وہ یہاں سے تمہاری بیعت کیے بغیر نکل گیا، تو وہ مزید طاقتور ہو جائے گا اور تم کمزور ہو جاؤ گے۔ یہ تمہاری کمزوری ہو گی۔ اس سے کہو کہ وہ پہلے تمہارے سامنے سر جھکائے اور تمہارے حکم پر خود کو Surrender کرے، پھر جو تم چاہو فیصلہ کرنا۔"

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 314 / الکامل فی التاریخ، جلد 4، صفحہ 55)

اس شیطانی مشورے نے ابنِ زیاد کے تکبر کو جگا دیا۔

اس نے امن کا خط پھاڑ دیا اور شمر کو ایک نیا خط دے کر کربلا روانہ کیا۔
ابنِ زیاد نے لکھا:

"شمر! یہ خط لے کر عمر بن سعد کے پاس جاؤ۔ حسینؑ سے کہو کہ وہ بلا شرط میرے سامنے سرنڈر کریں۔ اگر عمر بن سعد فوراً جنگ شروع کرے تو ٹھیک، ورنہ تم اس لشکر کی کمانڈ سنبھال لو، عمر بن سعد کا سر قلم کرو اور خود امیرِ لشکر بن جاؤ۔"

آج کا نوجوان کربلا کے اس موڑ سے زندگی کا سب سے بڑا اور انقلابی اصول سیکھے۔
امام حسینؑ کی یہ جنگ کسی دنیاوی اقتدار، کرسی، یا کسی ذاتی انا اور انفرادی عزتِ نفس کے لیے نہیں تھی۔ یہ معرکہ تو اس ابدی اصول پر تھا کہ جب سچ اور جھوٹ، حق اور باطل کا سامنا ہو، تو حق کا ساتھ کیسے دیا جاتا ہے۔

کربلا ہمیں سکھاتی ہے کہ باطل کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، اس کے پاس کتنی ہی بڑی فوج اور وسائل کیوں نہ ہوں، ایک سچے مؤمن کا سر کبھی بھی ظلم اور ناانصافی کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ امام حسینؑ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے امتِ مسلمہ کو یہ شعور دیا کہ نظامِ باطل کی اطاعت کر کے عیش کی زندگی گزارنے سے کہیں بہتر ہے کہ حق پر ڈٹ کر اپنی جان قربان کر دی جائے۔

آج کے نوجوان کے لیے سبق یہ ہے

کہ اپنے معاشرے، کالج، یا پروفیشنل لائف میں جب بھی آپ کا سامنا کسی باطل نظریے، ناانصافی یا کرپشن سے ہو، تو اپنے وقتی فائدے کے لیے وہاں سمجھوتہ نہ کریں۔ باطل کے سامنے نہ کہنا اور اپنے سچے اصولوں پر کھڑے رہنا ہی اصل میں حسینیت کی روح اور اسلام کا حقیقی پیغام ہے۔

اگلی قسط

7 محرم الحرام: آلِ رسولؐ پر دریائے فرات کا پانی بند ہونا۔ تپتے خیموں میں معصوم بچوں کی پیاس۔ حضرت عباسؑ کا رات کے اندھیرے میں پانی لانے کا بہادرانہ معرکہ۔ اور جب خیموں سے العطش! العطش! (پیاس! پیاس!) کی صدائیں گونجنے لگیں۔